قاری عبدالرحمٰن مجاہد

سانحۂ کراچی......۱۲مئی ۲۰۰۷ء

شاخِ گل پر کھلنے والے پھول مرجھانے لگے
بلبلِ رنگیں نوا کے گیت شرمانے لگے

زاغِ دشتی مور بن کر رقص فرمانے لگے
اور شغالاں بدسگالاں بھیرویں گانے لگے

کون سن پائے گا کوئل کا سرودِ دل نشیں
کرگسوں کا غول جب اپنی کتھا گانے لگے

ہے یہ اک '' جہلِ مرکب'' کی جہالت کا ثبوت
بے دھڑک قرآن کی تفسیر فرمانے لگے

حادثہ ہے حادثہ اور سانحہ ہے سانحہ
ایک جاہل اور وہ عالم کے منہ آنے لگے

صرف ملزم ہی نہیں بھاگا ہوا مجرم بھی ہے
ملک کے آئین کی تشریح فرمانے لگے

بارہ مئی کو کیا ہوا ؟ کس نے کیا ؟ اور کیوں کیا ؟
سارے چہرے سارے مقصد جانے پہچانے لگے

بوری بند لاشے ، بدن میں چھید ، بھتہ خوریاں
بد دعاء مظلوم کی بھی کب خدا جانے لگے

روشنی کا شہر تھا میرا کراچی اور آج
قتل و غارت ہر طرف اندھیرے لہرانے لگے

میر جعفر ، میر صادق ماضی کے کردار تھے
آج پھر اپنی بُری تاریخ دہرانے لگے

اے خدا بحران سے نکلے مجاہد کا وطن
میرے اُجڑے باغ میں بھی اب بہار آنے لگے

زاغِ دشتی: کوّا، شغالاں: گیدڑ، بھیڑیا، کرگسوں: مردار خور، چیل